بحمدہٖ سبحانہ

احکامُ الصّدقات
فی
جوازِ الایصال الی السّادات

یعنی

مجلسِ علمائے مہدویہ (ہند) کا فتویٰ
بہ نسبت ادائے صدقات بسادات

ربیع الاوّل ۱۳۷۶ھ

۷۸۶
۲۹۲

ناظرینِ کرام !

ہم نے بلحاظ ضرورت و بغرضِ تحقیق، مجلسِ علمائے مہدویہ (ہند) مستقر حیدرآباد کے "دارالافتاء" میں ایک استفتاء متعلق "جواز صدقاتِ فرض و نفل بہ ساداتِ بنی ہاشم" پیش کیا تھا۔ مجلس علمائے مہدویہ سے جو فتویٰ اس مسئلہ میں صادر ہوا ہے، بغرضِ حصولِ معلومات وافادۂ عام شایع کیا جارہا ہے۔ جس کے دیکھنے کے بعد اس مسئلہ کی تحقیقی معلومات، ناظرین کو حاصل ہوسکیں گی فقط۔

سیّد اشرف یداللّٰہی
سیّد شہاب الدّین حمّادی

ڈبھوئی ۔ ضلع بڑودہ
بمبئی پردیش

مراسلہ از دفتر معتمد مجلس علمائے مہدویہ ہند - قطبی گوڑہ حیدرآباد دکن

واقع ۲۶ ربیع المنور ۱۳۷۶ھ

نشان ـــــــــــ

م ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۶ء

مُہر مقدّمہ

اجرائے فتویٰ

منجانب فقیر ابوسعید سیّد محمود تشریف اللّٰہی معتمد مجلس
بخدمت جناب سید شہاب الدین صاحب حمّادی
و جناب سید اشرف اچھّا میاں صاحب دام اللّٰہی
رئیس ڈبھوئی۔ ضلع بڑودہ

ترقیم ہے کہ آپ کا مرسلہ استفتاء مجلسِ علمائے مہدویہ میں پیش کر کے بغرضِ افتاء منظوری حاصل کی گئی اور اُس کا جواب بھی مجلسِ علماء کی منظوری کے بعد ہی روانہ کیا جا رہا ہے۔ براہ کرم وصول ہونے کی اطلاع دیجئے

فقیر ابوسعید سیّد محمود تشریف اللّٰہی

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ احناف کے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ سادات کو زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے اور صدقۂ فطر کے متعلق بھی لکھا ہے کہ اس کے مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ پس صدقۂ فطرہ بھی سادات کو نہ دینا چاہیئے۔ نیز عشر بھی، اس مسئلہ کے تحت سادات کو نہ دینا ہوگا۔

حالانکہ ہماری گروہِ مقدّسہ میں سلف سے لے کر آج تک عشر، صدقۂ فطرہ، کفارہ مثل ساٹھی وغیرہ اور دیگر صدقات، مرشدین کو دیئے جاتے رہے ہیں۔ درانحالیکہ بزرگانِ دین کا عمل شرعی احکام کے خلاف نہیں رہا ہے۔ بظاہر یہہ عمل خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

پس فقہی مسایل اور گروہ مقدسہ کے عمل درآمد کے تطابق کی روشنی میں تفہیم فرمائیں کہ صدقۂ فطرہ، عشر، کفارات، چرمِ قربانی وغیرہ صدقات، فقراء ومساکینِ سادات کو دینا اور لینا جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا وتوجروا فقط

المستفتی

فقیر سید اشرف اچھا میاں ید اللّٰہی ۔ فقیر سیّد شہاب الدّین حمادی

اہل ڈبھوئی ۔ بڑودہ

الجواب

بر تقدیرِ صدقِ قولِ مستفتی، فقہِ حنفی کی کتابوں میں اگر سادات کو زکوٰۃ اور صدقۂ فطرہ وغیرہ نہ دینے کا ذکر ہے تو وہ حکم، سادات سے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ دراصل وہ حکم، بنی ہاشم سے متعلق ہے۔ سادات بھی بنی ہاشم ہونے کی جہت سے اس حکم میں داخل سمجھے جاتے ہیں۔ پس بنی ہاشم سے متعلق جو مسئلے اور احکام ہیں وہ سادات کو بھی شامل ہیں۔ مثلاً بنی ہاشم کو صدقات نہ دینے کا بھی حکم مطلق اور عام نہیں ہے۔ بلکہ اس مسئلہ کی کئی تفصیلات ہیں۔

جو فقہاء، بنی ہاشم کو صدقۂ فرض (زکوٰۃ وغیرہ) دینے کے قائل نہیں ہیں۔ اُنہی کے پاس بنی ہاشم کو نفل صدقات دینا جائز ہے چنانچہ "درّ المختار" میں لکھا ہے:-

جازت[1] التطوعات من الصدقات و
غلة الاوقاف لهم ای لبنی هاشم سواء
سماهم الواقف اولا۔

---

[1] یعنے نفل صدقات اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دینا جائز ہے۔ خواہ واقف نے بنی ہاشم کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو۔

"فتاوی عالمگیریہ" المعروف بہ "فتاوی ہندیہ" میں لکھا ہے:۔

(۱) واما التطوع یجوز الصرف الیھم

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی کا دوسرے اپنے جیسے ہاشمی کو اپنی زکوٰۃ بھی دینا جائز ہے۔ "ردّ المحتار" میں لکھا ہے کہ:۔

(۲) والھاشمی یجوز ان یدفع زکوٰتہ الیٰ ھاشمی مثلہ عند ابی حنیفۃؒ۔

اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لئے اول یہ جاننا ضروری ہے کہ بنی ہاشم کو صدقات دینے کی ممانعت کس حکمت و مصلحت پر مبنی ہے۔

قرآن شریف کا صاف حکم ہے کہ:۔

(۳) واعلموا انما غنمتم من شیٔ فان للہ خمسہٗ وللرّسول ولذی القربیٰ والیتمٰی والمسٰکین وابن السّبیل ان آمنتم باللہ الآیۃ

اس آیت کی تعمیل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ تک بنی ہاشم کو رسول اللہ صلعم کی قرابت کی وجہ سے غنائم کا خمس الخمس دیا جاتا تھا۔ حضرت رسول اللہ صلعم نے بھی بنی ہاشم کو خطاب کر کے فرمایا ہے کہ:۔

۱۔ نفل صدقہ بنی ہاشم کو دینا جائز ہے۔

۲۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک ہاشمی کا دوسرے اپنے جیسے ہاشمی کو اپنی زکوٰۃ دینا جائز ہے

۳۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو یہ جان رکھو کہ تم کو جو کچھ غنیمت ملے (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

ان لکم فی خمس الخمس مایکفیکم او یغنیکم[۱]

اس کے سوائے بنی ہاشم کو رکاز یعنے دفائن اور معادن کا خُمس بھی دینا جائز ہے۔ چنانچہ "فتاوی ہندیہ" میں لکھا ہے کہ:-

ویجوز صرف خمس الرکاز والمعدن الی فقراء بنی هاشم کذا فی الجوهرة النیرة۔[۲]

اسی لئے فقہی احکام میں بنی ہاشم کو اغنیاء کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔ چنانچہ امام طحاوی نے شرح "معانی الآثار" میں لکھا ہے کہ:-

فقالوا لا یجوز الصدقة من الزکاة والتطوع وغیر ذلک علی بنی هاشم وهم کالاغنیاء فما حرم علی الاغنیاء من الصدقة فهی حرام علی بنی هاشم۔[۳]

اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ بنی ہاشم کو صدقات دینے کی ممانعت

(بسلسلہ صفحۂ گزشتہ) اس میں سے خُمس (پانچواں حصہ) اللہ اور رسول کا اور رسول کے قرابتداروں کا اور یتیموں اور مساکین و مسافرین کا حق ہے۔

۱ - (غنایم کا) خمس الخمس تمہارے لئے کافی ہے۔ یا تم کو غنی بنا دینے والا ہے۔

۲ - معادن اور دفائن کا خُمس، فقرائے بنی ہاشم کو دینا جائز ہے۔ جیسا کہ "الجوہرۃ النیرۃ" میں لکھا ہے۔

۳ - (ایک فریق کا قول یہ ہے کہ) صدقۂ زکوٰۃ اور صدقۂ نفل وغیرہ سب بنی ہاشم کو دینا جائز نہیں ہے۔ وہ اغنیاء کے جیسے ہیں۔ پس اغنیاء پر جو صدقہ حرام ہے۔ بنی ہاشم پر بھی حرام ہے۔

اسی مصلحت پر مبنی ہے کہ ان کو خمس الخمس دیئے جانے کی وجہ سے وہ اغنیاء کے جیسے اور انہی کے حکم میں داخل ہیں۔

پس جس طرح اغنیاء کو صدقہ نہیں دیا جاتا اسی طرح بنی ہاشم کو بھی صدقہ دینے سے منع کیا گیا۔

اسی سے یہہ مسئلہ بھی حل ہوجاتا اور اس کی معقولیت ظاہر ہوتی ہے کہ جس خمس الخمس کے ملنے کی وجہ سے بنی ہاشم، اغنیاء سے مشابہ اور صدقہ سے محروم قرار دیئے گئے ہیں وہ اُن کو نہ ملے تو اُن کو صدقہ ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ کسی غنی کو جب تک وہ غنی رہے صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔ لیکن وہ غنی نہ رہے اور فقیر و مسکین ہوجائے تو اس کو صدقہ دیا جاسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جمہور فقہائے حنفیہ اور خود امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے کہ

بنی ہاشم کو خمس نہ ملنے کی وجہ سے صدقات ان کو دینا جائز ہے۔

چنانچہ امام طحاوی نے "شرح معانی الآثار" میں لکھا ہے کہ:۔

قد[1] اختلف عن ابی حنیفۃؒ فی ذٰلک فروی

---

[1] امام ابوحنیفہؒ سے اس بارے میں دو قول مروی ہیں۔ جن میں سے ایک یہہ ہے کہ تمام صدقات (فرض و نفل) بنی ہاشم کو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابوحنیفہؒ سے یہ روایت جواز اس امر پر مبنی ہے کہ بنی ہاشم کو صدقات اس وجہ سے نہیں دیئے جاتے تھے کہ ان کو خمس میں سے حصہ ملتا تھا جو رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد موقوف ہوگیا۔ اور اُن کا حق دوسروں کو ملنے لگا۔ اس وجہ سے بنی ہاشم پر جو چیز اُس وقت حرام تھی اب جائز ہوگئی ہے

عنه انه قال لا باس بالصدقات کلها علیٰ
بنی هاشم و ذهب فی ذٰلک الیٰ ان
الصدقات انما کانت حرمت علیهم من
اجل ما جعل لهم فی الخمس من سهم
ذی القربیٰ فلما انقطع ذٰلک عنهم و رجع
الیٰ غیرهم بموت رسول الله صلی الله علیه
وسلم حل بذٰلک ما قد کان محرما علیهم
من اجل ما قد کان احل لهم۔

"کفایہ" شرح "ہدایہ" میں امام طحاوی کی "شرح معانی الآثار" ہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ :-

وفی شرح الآثار للطحاوی عن ابی حنیفة رح [1]
لا باس بالصدقات کلها علیٰ بنی هاشم
والحرمة فی عهد النبی صلی الله علیه
وسلم للعوض وهو خمس الخمس فلما
سقط ذٰلک بموته صلعم حلت لهم الصدقة۔

---

[1] امام طحاوی کی "شرح الآثار" میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے کہ تمام صدقات، بنی ہاشم کو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ان کو صدقات دینا اس لئے حرام تھا کہ ان کو مالِ غنیمت کے خمس میں سے خمس ملتا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد یہ خمس موقوف ہو گیا تو اب بنی ہاشم کو صدقہ دینا حلال ہے۔

"فتح القدیر" میں لکھا ہے :-

وروی[1] ابو عصمة عن ابی حنیفة رحمه الله انه یجوز فی هذا الزمان وان کان ممتنعاً فی ذلک الزمان۔

"محیط برہانی" میں لکھا ہے کہ :-

وحکی[2] ابو عصمة الکبیر عن ابی حنیفة رحمه الله انه یجوز الصدقة لفقراء بنی هاشم۔

"رد المحتار" حاشیۂ "در المختار" میں لکھا ہے کہ :-

وروی[3] عصمة عن الامام انه یجوز الدفع الی بنی هاشم فی زمانه لان عوضها وهو خمس الخمس لم یصل الیهم لاهمال الناس امر الغنائم وایصالها الی مستحقیها واذا لم یصل الیهم العوض عادوا الی المعوض کذا فی البحر۔

---

[1] ابو عصمہ نے ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ اس زمانہ میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ گو عہد رسالت میں ناجائز تھا۔

[2] ابو عصمہ کبیر نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ فقرائے بنی ہاشم کو صدقہ دینا جائز ہے۔

[3] ابو عصمہ نے ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ اس زمانہ میں بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ کیونکہ اموالِ غنیمت کی تقسیم میں لوگ غفلت کرتے ہیں۔ اور مستحقین کو نہیں پہنچاتے ہیں۔ اس وجہ سے صدقات کا عوض جو مالِ غنیمت سے خمس الخمس ہے بنی ہاشم کو نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس صورت میں اس کا اصل یعنے صدقات بنی ہاشم کو ملیں گے۔

"عنایہ" شرح "ہدایہ" میں لکھا ہے:۔

وذکر[1] فی شرح الآثار ان المفروضۃ والنافلۃ محرمتان علیھم عندھما وعن ابی حنیفۃ فیھما روایتان۔

"کفایہ" شرح "ہدایہ" میں لکھا ہے کہ:۔

وفی[2] النتف یجوز الصرف الی بنی ھاشم فی قولہ خلافا لھما۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین یعنے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ شاگردانِ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بنی ہاشم کو صدقۂ فرض جیسے زکوٰۃ اور صدقۂ نفل (جس کی ادائی شارع کی طرف سے واجب و لازمی نہ ہو) دونوں حرام ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے اس میں دو قول منقول ہیں۔ ایک قول سے جواز مستفاد ہوتا ہے اور ایک سے عدم جواز۔

ایسی صورتوں میں جب کہ خود امام اعظمؒ سے دو قول منقول ہوں یا امام رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شاگردوں، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کے اقوال، مختلف ہوں تو ایک فقہی اُصول یہ راجح

---

[1] ۔ "شرح الآثار" میں لکھا ہے کہ صدقۂ فرض اور صدقۂ نفل، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے پاس بنی ہاشم پر حرام ہیں۔ اور امام ابو حنیفہؒ سے اس بارے میں دو قول منقول ہیں۔

[2] ۔ "نتف" میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہؒ کے پاس بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کو اس سے اختلاف ہے۔

ہے کہ مختلف اقوال میں سے جس پر فقہاء کا فتویٰ ہوتا ہے وہ قول ' مفتیٰ بہٖ کہلاتا ہے۔ اور دوسرے اقوال کے مقابلہ میں وہی مرجّح ہوتا ہے۔

اس فقہی اصول کے مطابق بنی ہاشم کو صدقات دینا جایز یا ناجایز ہونے کی نسبت جو اختلافِ اقوال پایا جاتا ہے، اُن اقوال میں سے یہی قول مفتیٰ بہ ہے کہ

"اس زمانہ میں بنی ہاشم کو سب صدقات دینا جایز ہے۔"

چنانچہ "مجمع الانھر" میں لکھا ہے :۔

وعن[1] الامام لاباس فی صرف الکل الیھم و عنہ جواز دفع الزکوٰۃ الیھم وفی الآثار عن الامام روایتان وبالجواز ناخذ لان الحرمۃ مخصوصۃ بزمانہ علیہ السلام۔

"جامع الرموز" میں لکھا ہے :۔

وعن[2] ابی حنیفۃ رحمہ روایتان و بالجواز ناخذ

---

[1] امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ تمام صدقات اور زکوٰۃ بنی ہاشم کو دینا جایز ہے۔ "آثار" میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے دو روایتیں مروی ہیں۔ ایک جواز کی دوسری عدم جواز کی۔ ہم جواز کی روایت کو اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ بنی ہاشم کو صدقات دینے کی حرمت، رسول علیہ السلام کے زمانہ سے مخصوص تھی۔

[2] امام ابوحنیفہؒ سے بنی ہاشم کو صدقات دینے کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ ہم جواز کی روایت کو اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ بنی ہاشم کو صدقات کی حرمت زمانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص تھی۔

لأن الحرمة مخصوصة بزمانه صلى الله عليه وسلم۔

"کفایہ" شرح "ہدایہ" میں لکھا ہے:۔

وفی شرح الآثار[1] الصدقة المفروضة والتطوع محرّمة على بني هاشم في قولهما وعن ابی حنیفة روایتان فیها قال الطحاوی وبالجواز ناخذ۔

یہ سب فقہ حنفی کے احکام اور فقہائے حنفیہ کے اقوال کی تحقیق تھی۔ اس سے آگے دوسرے ائمۂ مجتہدین کے مذہب کی بنا پر بھی بنی ہاشم کو صدقات دینے کے جواز و عدم جواز کے مسئلہ کو جانچا جاتا ہے۔ کیونکہ زیدیہ کے پاس کسی ایک ہی امام کی پیروی کا لزوم نہیں ہے۔

"بیجوری" نے فقہ شافعی میں لکھا ہے:۔

ونقل[2] عن الاصطخری القول بجواز الزکاة الیهم عند منعهم عن خمس الخمس اخذا من قوله فی الحدیث ان لکم فی خمس الخمس ما یکفیکم او ما یغنیکم۔

---

[1] شرح آثار میں لکھا ہے کہ صدقۂ فرض اور صدقۂ نفل، امام ابو یوسف اور امام محمد کے پاس بنی ہاشم پر حرام ہیں۔ ابو حنیفہ سے دو روایتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جائز ہے دوسری یہ کہ ناجائز ہے۔ امام طحاوی کہتے ہیں کہ ہم جواز کی روایت کو اختیار کرتے ہیں۔

[2] اصطخری سے یہی قول منقول ہے کہ بنی ہاشم سے خمس الخمس روک دینے کی صورت میں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ حضرت صلعم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے جو حدیث میں بنی ہاشم کو خطاب کرکے فرمایا ہے کہ "تم کو خمس الخمس کافی ہے یا تم کو غنی کردینے والا ہے۔"

"روض المربع" فقہ حنبلی میں لکھا ہے :-

(لاتدفع الیٰ ھاشمی)[1] لکن تجزی الیہ ان کان غازیا او غارما لاصلاح ذات البین او مولفا (مطلبی) والاصح تجزی الیھم اختارہ الخرقی والشیخان وغیرھم وجزم بہ فی المنتھیٰ والاقناع -

"کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعہ" میں فقہ مالکی کا یہہ حکم لکھا ہے :-

وان[2] لا یکون کل منھما من نسل ھاشم بن عبد مناف اذا اعطوا ما یکفیھم من بیت المال والاصح اعطاؤھم حتیٰ لا یضرھم الفقر -

اس سے ثابت ہے کہ صرف فقہائے حنفیہ ہی نہیں بلکہ فقہائے

---

[1] ہاشمی ومطلبی کو زکوٰۃ نہ دی جائے لیکن جب کہ وہ مجاہد اور مقروض یا مولفۃ القلوب سے ہو تو اصلاح ذات البین کے لئے دینا جائز ہے - اور زیادہ صحیح مذہب یہہ ہے کہ اُن کو دینا جایز ہے - اسی کو خرقی اور شیخان وغیرہ نے اختیار کیا ہے اور "منتہی" اور "اقناع" میں اسی کو قطعی بتایا ہے -

[2] - اور یہہ کہ ان دونوں (فقیر ومسکین) میں سے ہر ایک بنی ہاشم بن عبد مناف کی نسل سے نہو جبکہ بیت المال سے ان کو کافی ہونے کے موافق دیا جاتا ہو، ان کو دینا زیادہ صحیح مذہب ہے - تاکہ انکو فقر ومحتاجی سے نقصان نہ پہنچے -

شافعیہ و مالکیہ وحنبلیہ بھی بنی ہاشم کو تمام صدقات دیئے جانے کے جواز کے قایل ہیں۔ گویا جمہور فقہائے مذاہب اربعہ کا یہہ متفقہ مسئلہ ہے کہ بنی ہاشم کو خُمس الخمس یا بیت المال سے امداد نہ ملنے کی صورت میں صدقات دیئے جانا، جائز ہے۔

اس سے بھی ہمارے لئے اس مسئلہ میں تائید اور اس پر مہرِ صداقت ثبت ہوتی ہے کہ خود حضرت امامنا مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام عشر^ع کو اپنے تصرف میں لاتے اور بلا تخصیص بنی ہاشم وغیر بنی ہاشم سب فقراء کو سویت فرماتے تھے۔ (انصاف نامہ نقلیات میاں عبدالرشیدؒ)

ع۔ "عشر" ایک شرعی اصطلاحی لفظ ہے جس کے معنی دسویں حصہ کے ہیں۔ فقہاء کے پاس زمین سے اگنے والی جن اشیاء سے جس قدر حصہ بطورِ زکوٰۃ دیا جاتا ہے اس کو عشر کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ عموماً دسواں حصہ ہوتا ہے۔

اشیاء عشریہ اور ان کی وہ مقدار جس میں عشر واجب ہوتا ہے، ائمۂ مجتہدین کے پاس مختلف فیہ ہے۔ یعنے بعض اشیاء اور ان کی خاص مقدار واجبہ میں کسی کے پاس عشر واجب ہے اور کسی کے پاس انہی اشیاء اور اسی مقدار میں واجب نہیں ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے پاس زمین سے اُگنے والی ہر چیز کی ہر مقدار قلیل و کثیر میں عشر واجب ہے۔ الا خود رو، نئے اور گھاس وغیرہ۔

مہدویہ کے پاس بھی ہر چیز کی ہر مقدار قلیل و کثیر میں عشر فرض ہے۔ بلکہ فقہاء مکسوبہ نقد و جنس میں عشر واجب نہیں کہتے اور مہدویہ مکسوبہ نقد و جنس سے بھی عشر ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ جس آیت میں فقہاء زمین سے اُگنے والی چیزوں میں عشر واجب کہتے ہیں۔ اسی آیت میں مکسوبہ چیزوں کا بھی ذکر ہے۔ پھر ایک کا جو حکم ہے، وہ دوسرے کا بھی وہی ہونا چاہئے چنانچہ وہ آیت یہہ ہے:۔

يٰأيها الذين آمنوا انفقوا من طيبٰت ما كسبتم ومما اخرجنا لكم من
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لہ اے ایمان والو خرچ کرو اُن پاک چیزوں سے جن کو تم نے کمایا ہے اور اس سے جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے اُگایا ہے

حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اصحاب کرام کے عہد مبارک میں بھی عشر کی رقم بلا تخصیص سویت ہوتی تھی (”)

اور تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی یہی عمل در آمد جاری رہنے کی روایتیں مروی ہوئی ہیں۔ چنانچہ بندگی میاں عبد الملک عالم باللہؒ (جو سادات بنی ہاشم سے ہیں) عشر کا مال خود لیتے اور اپنا عشر حضرت روشن منورؒ نبیرۂ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو دیتے تھے (انصاف نامہ تذکرۃ المرشدین)

بندگی میاں سید یوسف و بندگی میاں سید خوندمیر فرزندان حضرت بندگی میراں سید یعقوب حسن ولایتؒ، اپنا عشر حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدین حسین ولایتؒ کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ (تاریخ سلیمانی)

حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کارؒ کفارہ کی ساٹھ دینے کا حکم فرماتے تھے۔ اور اگر ورثائے میت نادار ہوتے تو خود، میت کی طرف سے تکمیل فرماتے تھے (تذکرۃ المرشدین)

بندگی میاں سید عالمؒ فرزند حضرت بندگی میاں سید نصرت مخصوص الزماںؒ

(بسلسلہ صفحہ گزشتہ) الاٰیۃ الاٰیۃ پس یہ آیت اور دوسری آیتیں جیسے ”انفقوا مما رزقناکم“ اور ”مما رزقناھم ینفقون“ اور اسی کے ہم مضمون آیتوں سے گروہ مبارک میں عشر مفروضہ صدقات میں داخل ہے اور فقہاء کے نزدیک مکسوبہ اشیاء میں عشر ادا کرنا صدقۂ نفل ہے صدقۂ فرض نہیں ہے۔ چونکہ باتفاق فقہاء، بنی ہاشم کو صدقۂ نفل دینا جائز ہے اس لئے ان کے مذہب کی رو سے بھی بنی ہاشم کو عشر دینا جائز ثابت ہوتا ہے۔

اپنے زمانۂ کسب میں اپنے عشر کی رقم مبلغ (ضمانہ) اپنے والد امجد کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے (")

بعض بزرگانِ دین سے عدمِ قبولیتِ عشر کی کوئی روایت پائی جاتی ہے تو اُس کی علّت، بنی ہاشم ہونا نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان

ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ[1] (پ ۲۸ رکوع ۴)

کی تعمیل میں اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینے اور دوسرے مضطر فقراء کے حق میں ایثار کرنے کے اصول کی پابندی پر مبنی ہے۔

غرض بزرگانِ مہدویہ کا یہ عمل جو سلف سے خلف تک جاری ہے وہ امام علیہ السلام کی عین اتباع اور احکام شرع شریف کی رو سے صحیح ہے کہ سادات کو جو بنی ہاشم ہیں، کُل صدقات یعنے زکوٰۃ، فطرہ، عشر، کفارات، صدقاتِ نذر، قربانی و عقیقہ کا گوشت اور چرم وغیرہ دینا اور لینا جایز ہے۔ وَاللہُ اَعلَم بالصّواب

فقیر ابو سعید سیّد محمود تشریف اللّٰہی

معتمد مجلس علمائے مہدویہ (ہند)

[1] اپنی ذاتوں پر (دوسرے اہل ضرورت کو) مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود فاقہ میں ہوں۔